آیت استخلاف کی اختلافی نوعیت کا تجزیاتی مطالعہ

محمد مدثر شفیق عاربی*
mudassaraarbi@gmail.com

کلیدی کلمات: استخلاف، اہل سنت، اہل تشیع، بنی اسرائیل، وعدہ الٰہی، خلفائے راشدین، حکومت مہدی۔

خلاصہ

انسان فطرت سلیم اور عقل جیسی نعمت رکھتا ہے، لہذا اُسے تفکر وتدبر کی دعوت دی گئی ہے۔ فکر وتدبر استعمال کرنے کے نتیجے میں رائے کا اختلاف ایک یقینی امر ہے۔ اگر تمام لوگ ایک ہی سوچ رکھتے تو تحقیق کا راستہ ہی بند ہو جاتا۔ اس مقالے میں شیعہ وسنی مسالک کے ہاں سورہ نور کی آیۂ استخلاف کی تفسیر میں اختلاف کا تحقیقاتی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس آیت کے متعلق آیا ہے کہ نزول وحی کے دس سال تک مسلمان خوف کی حالت میں زندگی بسر کر رہے تھے تو اس وقت ایک شخص کے سوال پر رسول اللہؐ نے فرمایا: کچھ عرصے بعد تم سے ہر ایک شخص بغیر ہتھیاروں کے زندگی گزار سکے گا اور مسلمانوں کو بہت جلد غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ اس آیت کے ذیل میں مفسرین کی آراء کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض مفسرین کے مطابق یہ آیت اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے جو اسلام کی کامیابی کے بعد زمانہ رسولؐ میں ہی صاحب حکومت ہو گئے۔ بعض مفسرین نے اسے پہلے چار خلفاء کی حکومت کے ساتھ مختص کیا ہے تو بعض نے تمام مسلمانوں کو اس آیت کا مصداق قرار دیا ہے۔ بعض مفسرین اسے امام مہدیؑ کی حکومت کی نوید قرار دیتے ہیں کہ جس میں مشرق ومغرب میں دین حق اور اسلام حکم فرما ہو گا۔

AN ANALYTICAL STUDY OF THE DISPUTED NATURE OF THE VERSE OF ISTIKHALF

By: ***Muhammad Mudasir Shafiq Arbi***

Key words: *Istikhlaf, Sunni, Shia, Bani Israeel, The Divine Vow, the Rightly-guaided caliphs, the government of Mahdi.*

Abstract

Human beings have been direct to contemplate and ponder since they are provided with reason and rationality. The Difference of opinion is an inevitable outcome of this very fact. If all people had been identical in their thinking, the gate of researds would have closed. In this article, the difference between Shia and Sunni scholars on the verse of Istikhlaf of Sura Toba has been critically evaluated. It has been said about the verse that in response to a person. The Holy Prophet said, after some years every once of you will be able to live his life without Weapons and Muslims will gain domination soo; the Prophet said this is a time when Muslims were living in fear in the early ten years after the first revelation. For sover exegesists, this verse is related to the companions of the Holy Prophet who come to power with the victory of Islam. Some after exegesists have maintained that the verse is related to the era of the first four ealiph. For some other exegesists, this verse is about the govesnment of Imam Mahdi, in whese rule Islam will dominate the whole world.

*۔ وزٹنگ لیکچرار نمل یونیورسٹی (ملتان کیمپس)/پی۔ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، لاہور

اللہ تعالیٰ نے انسان کو فطرت سلیم پر پیدا کیا ہے اور عقل جیسی نعمت سے نہ صرف نوازا ہے بلکہ قرآن میں بہت مقامات پر انسان کو مخاطب کرکے تفکر و تدبر کے الفاظ استعمال کرکے اس نعمت کا احساس بھی دلایا ہے۔اس لحاظ سے یہ امر بھی فطرت کا حصہ ہے کہ جب لوگ کسی بھی کام میں اپنی فکر وتدبر استعمال کریں گے تو یقیناً حالات واقعات، قوت استدلال اور اجتہادی فکر وکاوش کے ایک جیسا نہ ہونے کی بناء پر اختلاف رائے لازمی امر ہو گا۔ کیونکہ ایسا ممکن نہیں ہے کہ دنیا میں رہنے والے تمام افراد جن کی رنگت مختلف، رہن سہن مختلف، گفتگو کے لب و لہجے مختلف ہوں اور ان کی سوچ ایک جیسی ہو۔ اللہ نے ہر انسان کو عقل سلیم عطا کی ہے لیکن اس کا استعمال ایک جیسا ہر گز نہیں ہے اور ویسے بھی اختلاف رائے تو گفتگو کا حسن ہے۔ اگر تمام دنیا کے لوگ ایک ہی طرح سوچنے لگیں یا ایک ہی انسان کی رائے پر متفق ہو جائیں تو تحقیق اور نئی ایجادات کا راستہ تو بالکل بند ہو کر رہ جائے گا۔ اس لیے اس بات کو سمجھنا ضروری ہو گا کہ اختلاف رائے بھی انتہائی ضروری امر ہے کیونکہ اس کی بناء پر کئی ایسے الجھے ہوئے مسائل کی گرہیں کھولتی ہیں جن کا حل ہونا دشوار نظر آتا ہے۔ اگر ہم اپنی رائے بیان کرکے دوسروں کی رائے کا احترام کرنا سیکھ جائیں تو نہ سرف معاشرے میں امن پیدا ہو جائے بلکہ معاشرتی استحکام اور بھائی چارے کی فضاء بھی قائم کی جاسکتی ہے۔اس آرٹیکل میں بھی ایک ایسے مضمون پر قلم اٹھایا جارہا ہے جو کہ مسلک اہلسنت اور مسلک اہل تشیع کے ہاں مختلف فیہ ہے۔ یہاں اس عنوان پر بات کرنا کسی کی دل آزاری نہیں بلکہ دونوں مکاتب فکر کے اہل علم کی آراء سے مستفید ہونا اور بین المسالک اعتدال اور بھائی چارے کی فضا کو قائم کرنا ہے۔

سورہ نور میں آیت استخلاف کے نام سے مربوط ایک آیت موجود ہے جس میں علماء اہلسنت اور علماء اہل تشیع کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔ دونوں مکاتب فکر کے مفسرین کی آراء اور تفسیری ادب کی روشنی میں اس اختلاف کی نوعیت اور مصداق کا مطالعہ کیا جائے گا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ م بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (i)

ترجمہ: ”اور اللہ نے تم میں سے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے کہ وہ ان کو ضرور بہ ضرور زمین میں خلافت عطا فرمائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلافت عطا کی تھی اور ضرور بہ ضرور ان کے اس دین کو محکم اور مضبوط کردے گا جس کو اس نے ان کے لئے پسند فرمالیا ہے اور ضرور بہ ضرور ان کے خوف کی کیفیت کو امن سے بدل دے گا وہ لوگ جو میری عبادت کرتے ہیں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور جن لوگوں نے اس کے بعد ناشکری کی تو وہی لوگ فاسق ہیں۔“

آیت کا سبب نزول:

الزبلع بن انس ابوالعالیہ سے روایت کرتے ہیں:

نزول وحی کے بعد دس سال تک آپ ﷺ خود اور آپ ﷺ کے اصحابؓ بھی خوف کی حالت میں رہے کبھی چھپ کر اور کبھی ظاہراً اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے پھر آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا گیا اور وہاں بھی مسلمان خوف زدہ تھے وہ ہتھیاروں کے پہرے میں صبح اور شام گزارتے تھے۔ پھر آپ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ ﷺ ہم پر امن اور سلامتی کا دن کب آئے گا؟ جب ہم اپنے ہتھیار رکھ سکیں گے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھوڑا عرصہ کے بعد ہی تم میں سے کوئی شخص اپنی جماعت میں بغیر ہتھیاروں کے پیر پھیلا کر بیٹھ سکے گا۔

اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔اس روایت کو سیوطی صاحب نے اسباب نزول القرآن اور درمنثور میں جب کہ اس کے علاوہ کئی دوسرے مفسرین نے بھی اس آیت کے ذیل میں ذکر کیا ہے(ii)ابن ابی حاتم اس آیت کے شان نزول میں اپنی اسانید کے ساتھ روایت کرتے ہیں: "سدیؒ بیان کرتے ہیں کہ جب حدیبیہ میں مشرکین نے مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے منع کردیا تو اللہ عزوجل نے ان سے وعدہ فرمایا کہ وہ ان کو غلبہ عطافرمائے گا۔" (iii)

ایک دوسری روایت میں مقاتل بن حیان بیان کرتے ہیں کہ بعض مسلمانوں نے کہا اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ کو مکہ میں کب فتح عطافرمائے گا اور ہمیں کب زمین میں امن نصیب ہوگا اور ہم سے کب مصائب دور ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس کے مخاطب نبی ﷺ کے اصحاب ہیں۔(iv)

مفتی محمد شفیع صاحب اس بابت لکھتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے تین چیزوں کا وعدہ فرمایا کہ آپ کی امت کو زمین کے خلفاء اور حکمران بنایا جائے گا اور اللہ کے پسندیدہ دین کو غالب کیا جائے گا اور مسلمانوں کو اتنی قوت و شوکت دی جائے گی کہ ان کو دشمنوں کا کوئی خوف نہ رہے گا۔اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ اس طرح پورا فرمادیا کہ خود آنخضرت ﷺ کی عہد مبارک میں مکہ، خیبر، بحرین اور پورا جزیرۃ العرب اور پورا ملک یمن آپ ﷺ ہی کے ہاتھوں فتح ہوا۔ ہجر کے مجوسیوں سے ملک شام کے بعض اطراف سے آپ ﷺ نے جزیہ وصول فرمایا اور شاہ روم ہرقل نے اور شاہ مصر واسکندریہ مقوقس اور شایان عمان اور بادشاہ حبشہ نجاشی وغیرہ نے آنخضرت ﷺ کو ہدایا بھیجے اور آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم کی۔

پھر آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ ہوئے تو وفات کے بعد جو کچھ فتنے پیدا ہوگئے تھے ان کو ختم کیا اور بلاد فارس اور بلاد شام و مصر کی طرف اسلامی لشکر بھیجے بصرہ اور دمشق آپ ہی کے زمانہ میں فتح ہوئے اور دوسرے ملکوں کے بھی بعض حصے فتح ہوئے۔ صدیق اکبرؓ کی وفات کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اپنے بعد عمرؓ خطاب کو خلیفہ بنانے کا الہام کیا۔ وہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے نظام خلافت ایسا سنبھالا کہ آسمان سے انبیاءؑ کے بعد ایسا نظام کہیں نہ دیکھا ہوگا۔ ان کے دور میں ملک شام پورا فتح ہوگیا۔اسی طرح ملک مصر اور ملک فارس کا اکثر حصہ انہیں کے زمانے میں قیصر و کسریٰ کی قیصری اور کسروی کا خاتمہ ہوا۔اس کے بعد خلافت عثمانی کا وقت آیا تو اسلامی فتوحات کا دائرہ مشارق و مغارب تک وسیع ہوگیا۔ بلاد مغرب، اندلس، اور قبرص تک اور مشرق اقصیٰ میں بلاد چین تک اور عراق، خراسان سب آپ کے زمانے میں فتح ہوئے۔

اس کے بعد مفتی صاحب صحیح حدیث کا حوالہ دیتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھے پوری زمین کے مشارق و مغارب سمیٹ کر دکھائے گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ خلافت عثمانیہ میں پورا کردیا گیا۔(v)

پیر کرم شاہ الازہری بھی اوپر بیان کردہ تفصیل سے ملتی جلتی گفتگو کے بعد لکھتے ہیں کہ کوئی منصف اور حق پسند انسان تاریخ کے یہ نہ مٹنے والے حقائق دیکھنے کے بعد یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا نہیں ہوا۔(vi) حضرت عدی بنؓ حاتم سے مروی ہے کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا کہ ایک صحابی حاضر ہوا اور اس نے فقر و فاقہ کی شکایت کی دوسرا آیا اس نے رہزانوں کی دست درازیوں کا شکوہ کیا حضور ﷺ نے فرمایا اے عدیؓ کیا تو نے حیرہ کا شہر دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے دیکھنے کا موقع نہیں ملا لیکن میں نے لوگوں سے اس کے بارے میں سنا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو دیکھے گا ایک عورت اونٹنی پر سوار ہو کر حیرہ سے روانہ ہوگی اور آکر کعبہ کا

طواف کرے گی اور خدا کے بغیر اس کو کسی کا ڈر نہیں ہوگا میں دل میں خیال کرنے لگا بنی طے قبیلہ کے قزاق اور راہزن کہاں چلے جائیں گے ؟ پھر حضور ﷺ نے فرمایا اے عدی تم کسریٰ کے خزانوں کو فتح کروگے میں نے عرض کیا: کیا کسریٰ ابن ہرمز یعنی شہنشاہ ایران۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہی کسریٰ بن ہرمز۔ حضور نے فرمایا تم دیکھوں گے لوگ ہاتھوں میں سونا اور چاندی لیے ہوئے کسی غریب کی تلاش میں پھر رہے ہوں گے۔ لیکن مملکت اسلامیہ میں انہیں کوئی غریب نہیں ملے گا۔ عدی کہتے ہیں میں نے حیرہ سے اونٹنی پر سوار ہو کر آنے والی عورت کو بھی کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور میں خود ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے کسریٰ کے خزانے فتح کیے تھے۔(vii)

آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی لکھتے ہیں کہ:

مجموعی طور پر وہی نتیجہ نکلتا ہے جس میں مسلمانوں کو تین خوشخبریاں دی گئی ہیں۔(وہی خوشخبریاں جو مفتی محمد شفیع صاحب نے بیان کی ہیں) لیکن آیت اللہ مکارم شیرازی نے "کما استخلف الذین من قبلھم" کی تفسیر میں مفسرین کی آراء کا ذکر کیا ہے۔ بعض اسے آدم وسلیمان وداؤد کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ سورۃ البقرہ میں حکم آیا ہے: "اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً"(viii) ترجمہ: "میں زمین میں اسے خلیفہ بنانا چاہتا ہوں۔"

حضرت داؤد کے بارے میں فرمایا: یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ (ix) ترجمہ: "اے داؤد ہم نے تجھے خلیفہ بنایا ہے۔"

اور اسی طرح بعض دوسرے مفسرین جیسا کہ علامہ طباطبائی اس معنی کو بعید سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک "الذین من قبلھم" کو انبیاء کے شایان شان نہیں سمجھا۔ کیونکہ اس طرح کے الفاظ قرآن میں انبیاء کے بارے میں استعمال نہیں ہوتے اس لئے علامہ صاحب اسے گزشتہ امتوں کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں جو ایمان وعمل صالح کی حامل تھیں اور انہیں زمین پر حکمرانی حاصل تھی۔

لیکن بعض دیگر مفسرین کا نظریہ یہ ہے کہ یہ آیت بنی اسرائیل کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں فرعون اور اس کے ساتھیوں کے اقتدار کی تباہی کے بعد وہ حکمران ہوئے۔ ارشاد ربانی ہے:

"وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْهَا"(x)

ترجمہ: "ہم نے (بنی اسرائیل کے مومنین) کمزور کردہ لوگوں کو اس زمین کے مشارق ومغارب کا وارث بنادیا کہ جسے ہم نے پُربرکت بنایا ہے۔"

اس تفسیر کے بعد جناب مکارم شیرازی اپنا نقطہ نظر اور اس پر دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں: "یہ ٹھیک ہے کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں بھی غلط اور فاسق بلکہ بعض کافر لوگ بھی تھے۔ لیکن حکومت بہر حال صالح مومنین کے ہاتھ میں تھی۔ اسی لحاظ سے اس تفسیر میں پایا جانے والا اعتراض دور ہو جاتا ہے اور یہ تیسری تفسیر ہمیں مفہوم کے زیادہ قریب معلوم ہوتی ہے۔"(xi)

آیت استخلاف سے خلفاء اربعہ پر استدلال:

اس کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت کا اصل مصداق کون ہے۔ جس میں خاص طور پر علماء اہلسنت اور علماء اہل تشیع کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت کی دلیل ہے کیونکہ جو پیش گوئی فرمائی گئی وہ بالکل اسی طرح پوری ہوئی اسی طرح یہ آیت خلفاء اربعہ کے خلافت کے حق و صحیح اور مقبول عنداللہ ہونے کی بھی دلیل ہے۔ کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے جو وعدہ فرمایا تھا۔ اسی کا پورا پورا ظہور اس زمانے میں ہوا (جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے)۔(xii)ابو العالیہ بیان کرتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں سے خلافت عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے وہ سیدنا محمد ﷺ کے اصحاب ہیں۔(xiii)

اسی طرح حضرت سفینہؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ :قال: قال رسول اللہ ﷺ: خلافة النبوة ثلاثون سنة ثم یؤتی اللہ الملک اوملکه من یشاء، قال سعیه: قالی لی سفینه: امسک علیک ابابکر سنتین، وعمر عشراً، عثمان اثنی عشر، وعلی کذا"(xiv)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں خلافت تیس سال رہے گی پھر اس کے بعد ملوکیت آجائے گی۔ سعید بن جمہان نے کہا مجھ سے حضرت سفینہؓ نے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت، حضرت عمرؓ کی خلافت، حضرت عثمانؓ کی خلافت اور حضرت علیؓ کی خلافت کو گنو۔ ہم نے ان کا میزان کیا تو وہ تیس سال تھے۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ

"اس آیت سے بکثرت علماء نے خلفاء اربعہؓ کی خلافت کے برحق ہونے پر استدلال کیا ہے۔ کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں کو خلافت عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا جو آپ ﷺ کے زمانہ میں موجود تھے۔ ان کے دین کو اقتدار عطا کرنے کا اور دشمنوں سے ان کو امن عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہونا ضروری ہے اور یہ مجموعہ (خلافت، دین کا اقتدار اور دشمنوں سے امن) صرف خلفاء اربعہ کے عہد میں حاصل ہوا ہے۔ سوان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بنانے سے برحق خلیفہ تھا۔"(xv)

آیت کی تفسیر میں آیت اللہ شیرازی لکھتے ہیں کہ بعض مفسرین نے چار خلفاء کی حکومت کی طرف اشارہ قرار دیا ہے۔(xvi) مکارم شیرازی نے یہ ذکر مختلف مفسرین کے اقوال کو ذکر کرنے کے دوران کیا ہے کہ بعض کا یہ خیال بھی ہے۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ : "اگر اس آیت کا مصداق امام مہدی ہیں تو کیا چودہ سو برس پوری امت ذلت ورسوائی میں رہے گی اور قرب قیامت میں جو چند روز کی ان کو حکومت ملے گی وہی حکومت اس وعدہ سے مراد ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ نے جن شرائط ایمان و عمل صالح کی بنیاد پر کیا تھا وہ شرائط بھی انہیں حضرات (خلفاء اربعہ) میں سب سے زیادہ کامل و مکمل تھیں اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورے کا پورا انہیں حضرات کے دور میں ہوا۔ نہ ان کے بعد ایمان و عمل کا وہ درجہ رہا نہ خلافت وحکومت کا وہ وقار کبھی قائم رہا۔(xvii)

آیت استخلاف سے امام مہدی کی خلافت پر استدلال:

امام طبرسی لکھتے ہیں:

''علی بن حسین انه قرأ الایة وقال هم واللہ شیعتنا اهل البیت یفعل اللہ ذلک بهم علی یدی رجل مناوهو مهدی هذه الامة وهوالذی قال رسول اللہ ﷺ لولم یبق من الدنیا الایوم واحد لطول اللہ ذلک الیوم حتی یلي رجل من عترتی اسمه اسمی یملأ الارض عدلا وقسطا کما ملئت ظلماً وجوراً''(xviii)

یعنی: "حضرت علی بن حسینؑ نے اس آیت کو پڑھا اور فرمایا اللہ کی قسم اس سے مراد ہمارے شیعہ اہل بیت ہیں۔ ہم میں سے ایک شخص کو اللہ تعالیٰ خلافت دے گا اور وہ اس امت مہدی ہیں جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر دنیا کی بقاء میں سے صرف ایک دن رہ

جائے تو اللہ اس دن کو طویل کردے گا۔ حتیٰ کہ میری اولاد سے ایک شخص والی ہوگا اور وہ اس دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ جیسا کہ پہلے یہ دنیا ظلم اور ناانصافی سے بھری ہوئی تھی۔"

ابو جعفر عبداللہؑ سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔ لہٰذا اس آیت میں مومنین صالحین سے مراد نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل بیت ہیں اور یہ آیت ان کے لئے خلافت، شہروں پر اقتدار اور مہدی کی امت کے وقت ان سے خوف کے زائل ہونے کی بشارت کو ضمن میں لیے ہوئے ہے۔(xix)

علامہ محمد حسین الطباطبائی لکھتے ہیں:

اس آیت میں جس خلافت، زمین پر اقتدار اور خوف کے بعد امن کی بشارت دی گئی ہے وہ ابھی تک حاصل نہیں ہوئی وہ اس وقت حاصل ہوگی جب حضرت مہدی عجل اللہ فرجہ کا ظہور ہوگا اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ پھر اس آیت کریمہ کی کیا توجیہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وعدہ مستقبل میں پورا ہوگا ہر چند کہ ابھی تک پورا نہیں اور اس کی نظیر یہ آیت ہے:

"فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ لِيَسُـوْٓءٗا وُجُوۡهَكُمۡ"(xx)

ترجمہ: "پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آیا (تو ہم نے دوسرے لوگوں کو بھیج دیا) تاکہ وہ تمہارے چہرے بگاڑ دیں۔"

اب جن یہودیوں سے وعدہ کیا گیا تھا وہ اس وعدے کے پورے ہونے تک زندہ نہیں رہے تھے۔ اسی طرح اس آیت میں جن مومنین صالحین سے خلافت عطا کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے وہ بھی اس وقت تک زندہ نہیں رہیں گے۔ جب حضرت مہدی عجل اللہ فرجہ کا ظہور ہوگا اور ان کو خلافت، زمین پر اقتدار اور خوف کے بعد امن عطا کرکے اس وعدہ کو پورا کیا جائے گا۔(xxi)

شیخ طوسی لکھتے ہیں:

اس آیت میں جس استخلاف اور اقتدار عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے وہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں بھی حاصل تھا جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دشمنوں کو ہلاک کردیا آپ ﷺ کے پیغام اور آپ ﷺ کے دین کو غلبہ عطا فرمایا اور اسلام کو پھیلادیا تو یہ وعدہ پورا ہوگیا اور ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کے دین کو سربلند نہیں کیا۔ اہل بیت رضوان اللہ علیھم اجمعین نے یہ کہا ہے کہ اس سے مراد مہدیؑ ہے۔ کیونکہ وہ خوف اور ڈر کے بعد ظاہر ہوں گے اور مغلوب ہونے کے بعد ظاہر ہوں گے۔(xxii)

علامہ حسین بخش لکھتے ہیں کہ

جس طرح گزشتہ امتوں میں خدا نے صرف ان لوگوں کو خلافت دی جو اس کے اہل تھے اسی طرح اب بھی وہی اہل کا انتخاب کرے گا۔ چنانچہ اللہ نے آدمؑ، داؤد، سلیمانؑ کو نامزد کیا اور اسی طرح آلِ ابراہیم کے اصطفا کی خبر دی۔ پس اب بھی زمین کی حکمرانی اور اس پر مکمل تسلط کے لئے مہدی کو بھیجے گا اور عترت نبویہ ﷺ کے اس متفقہ فیصلے کے علاوہ یہ قرینہ بھی صاف واضح ہے کہ گزشتہ خلافتوں کے دور میں بھی کبھی امن قائم نہ ہو سکا اور نہ دین اسلام کو صحیح تمکن و تسلط حاصل ہو سکا اور چونکہ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ پس معلوم ہوا ابھی تک آیت مجیدہ کی تاویل کے ایام باقی ہیں۔(xxiii)

تفسیر صافی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے: "یعنی: مفضل کا کہنا ہے کہ میں نے پوچھا: ائے فرزند رسول لہٰذا ان ناصبیوں کا گمان ہے کہ یہ آیت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور حضرت علیؑ کے بارے میں اتری ہے۔ تو آپؑ نے فرمایا خدا ناصبیوں کو ہدایت نہ کرے۔ خدا اور رسول ﷺ کے پسندیدہ

دین اسلام کو اس امت میں کب تمکن نصیب ہوا ہے اور ان کے دلوں سے خوف وہراس کب ختم ہوا ہے اور ان کے سینوں سے شکوک و شبہات کب دور ہوتے ہیں۔" (xxiv)

حضرت مقداد بن اسودؓ بیان کرتے ہیں:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ زمین پر کوئی پتھروں کا یا مٹی کا مکان باقی نہیں بچے گا اور نہ کوئی خیمہ رہے گا۔ مگر اللہ اس میں کلمہ اسلام کو داخل کردے گا۔ کسی غالب کو غلبہ دے کر یا کسی ذلیل کو پست کرکے، جو غالب ہوں گے ان کو اہل اسلام سے کردے گا اور جو کمزور ہوں گے ان کو مسلمان کے تابع کردے گا۔ (xxv)

نواب صدیق بن حسن قنوجی لکھتے ہیں:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام امت کو زمین میں خلیفہ بنانے کا وعدہ فرمایا اور ایک قول یہ ہے کہ یہ صحابہ کے ساتھ خاص ہے اور اس اختصاص پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ ایمان اور اعمال صالحہ کی صفات صحابہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں۔ بلکہ اس امت کے ہر اس فرد کے لئے اس خلافت کا حصول ممکن ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت پر عمل کرتا ہو اور اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہو۔ خلفاء اربعہ یا مہاجرین کے ساتھ مخصوص کرنا علماء کا قول بہت بعید ہے۔ (xxvi)

آیت اللہ شیرازی لکھتے ہیں کہ

1. بعض نے اسے اصحاب رسول ﷺ کے ساتھ مخصوص سمجھا ہے کہ اسلام کی کامیابی کے باعث وہ زمانہ رسول ﷺ میں وہ صاحب حکومت ہوگئے۔
2. بعض نے پہلے چار خلفاء کی حکومت کی طرف اشارہ کیا ہے۔
3. بعض نے اس کا تمام مسلمانوں کو مصداق قرار دیا ہے کہ جن میں یہ صفات موجود ہوں۔
4. بعض نے اسے حکومت مہدیؑ کی طرف اشارہ سمجھا ہے کہ عالم کے مشرق و مغرب جن کے زیر نگین ہوں گے دین حق ہر جگہ حکم فرما ہوگا۔ بدامنی، خوف وہراس اور جنگ وجدل کا خاتمہ ہو جائے گا اور تمام لوگ شرک سے پاک عبادت بجالائیں گے۔

مزید لکھتے ہیں کہ اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ یہ آیت ابتدائی مسلمانوں کے لئے ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ حضرت مہدی کی حکومت بھی اس آیت کا مصداق کامل ہے۔ تمام مسلمان چاہے سنی ہوں یا شیعہ اس بات کے معتقد ہیں کہ حضرت مہدی کی حکومت جب دنیا ظلم وجود سے بصر ہو چکی ہو گی تو اسے عدل وانصاف سے معمور کردے گی۔ مختصر یہ کہ جس زمانے میں بھی مسلمانوں کے درمیان ایمان اور عمل صالح کی بنیادیں مستحکم ہوں گی وہ ایک مؤثر حکومت کے مالک بن جائیں گے۔ (xxvii)

میری ذاتی رائے بھی مکارم شیرازی کی اس آخری عبارت کی تصدیق کرتی ہے۔ کہ اس کی عملی شکل چاہے تو خلفاء راشدینؓ کا دور ہو یا آنے والا حضرت مہدیؑ کا دور ہو، تمام ادوار پر اس کا اطلاق کرنا اعجاز قرآن کا ایک خوبصورت پہلو ہے۔

بہر حال دونوں مکاتب فکر اپنے نقطہ نظر کے دلائل رکھتے ہیں۔

اگر خلفاء راشدین کے حالات واقعات اور احادیث مبارکہ کو خاص طور پر حضرت عدیؓ کی روایت کو دیکھا جائے تو یہ رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی شیخین کے دور میں پوری ہوتی نظر آتی ہے۔ ہر طرف مکمل امن، دین کا غلبہ، حالانکہ کفار وغیر مسلمین تھے لیکن مسلمانوں کے تابع تھے اور ایک مستحکم خلافت کا دور تھا۔

انوار البیان میں لکھا ہے کہ آیت شریفہ میں "منکم" جو وارد ہوا ہے جس میں حضرات صحابہ کرامؓ کو ہی مخاطب کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں اور کسی جگہ "الذین امنوا" اور "عملو الصالحات" کے درمیان لفظ "منکم" وارد نہیں ہوا۔ جبکہ وعدہ استخلاف کے بیان میں یہ لفظ آیا ہے(xxviii)

اور اسی دلیل کو علامہ غلام رسول سعیدی نے بھی بیان کیا ہے کہ اس آیت میں خلافت، زمین پر اقتدار اور امن عطا کرنے کا وعدہ ان مومنین وصالحین سے کیا گیا ہے جو عہد رسالت میں حاضر اور موجود تھے اور امام مہدی تو ابھی تک پیدا بھی نہیں ہوئے۔ دوسری بات لکھتے ہیں کہ یہ وعدہ مومنین کی جماعت سے ہے۔ جب کہ امام مہدی ایک فرد ہیں ان پر جمع کا اطلاق صحیح نہیں ہے اور خلفاء ثلاثہ پر جمع کا اطلاق صحیح ہے۔(xxix) مکارم شیرازی لکھتے ہیں:

بعض کہتے ہیں کہ "ارض" لفظ مطلق ہے اور اس سے ساری زمین میں مراد ہے اور یہ امر امام مہدی کی حکومت سے مربوط ہے۔ یہ دعویٰ "کما استخلف" کے جملے سے مناسبت نہیں رکھتا۔ کیونکہ گزشتہ مومنین کی حکومت مسلماً ساری دنیا پر محیط نہ تھی۔(30) اور اگر دوسری طرف دیکھا جائے تو یہ بھی حقیقت ہے کہ انبیاء کی تمام زحمتوں اور تبلیغوں کا ماحصل اور کامل نمونہ ایک دور میں دوبارہ ظاہر ہوگا۔ چاہے وہ پہلی دفعہ ہو (اہل تشیع کے مطابق) یا پہلے ہو چکا ہو (اہل سنت کے مطابق) وہ دور امام مہدی ہوگا۔

امام مہدی احادیث کی روشنی میں (علماء اہلسنت کی کتب سے)

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ:

"عن ابی سعید خدریؓ قال قال رسول اللہ ﷺ المھدی من ااھل البیت اشم الانف اقنی اجلی یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما یعیش ھکذا ولبسط یسارہ واصبعین من یمینہ المسجہ والابھام وعقد ثلاثہ" (xxx)

یعنی: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی میری نسل سے ہوں گے ان کی ناک ستواں وبلند اور پیشانی روشن اور نورانی ہوگی۔ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح ظلم وزیادتی سے بھر گئی ہوگی اور انگلیوں پر شمار کرکے بتایا کہ سات سال تک زندہ رہیں گے۔"

ایک دوسری روایت میں حضرت علیؓ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: "عن علیؓ عن النبی ﷺ قال لو لم یبق من الدھر الا یوم بعث اللہ رجلا من اھلبیت یملأھا عدلا کما ملئت جورا" یعنی: "اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا اللہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو پیدا فرمائے گا جو دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوگی۔"

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے: "عن ابن مسعودؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ لولم یبق من الدنیا الالیلۃ لطول اللہ تلک لیلۃ حتی یملک رجل من اھل بیتی یواطی، اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی، یملوھا قسطاو عدلا کما ملئت ظلما وجوراً، ولقسمالمال بالسویہ، ویعمل اللہ الغنیٰ فی قلوب ھذہ الامۃ، فیمکث سبعا اوتسعا، ثم لاخیر فی عیش الحیاہ بعد اعھدی۔ (xxxi) یعنی: "کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر

دنیا میں صرف ایک رات ہی باقی رہ گئی تو بھی اللہ رب العزت اس رات کو لمبا فرمادے گا۔ یہاں تک کہ میری اہل بیت میں سے ایک شخص بادشاہ بنے گا جس کا نام میرے نام اور جس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا۔ وہ زمین کو عدل سے لبریز کردیں گے جس طرح وہ ظلم وزیادتی سے بھری ہوگی۔ وہ مال کو برابر تقسیم کریں گے اور اللہ رب العزت اس امت کے دلوں میں غنا رکھ دے گا۔ وہ سات یا نو سال رہیں گے پھر مہدی کے بعد زندگی میں کوئی خیر باقی نہیں رہے گی۔"

یہ کچھ احادیث نمونے کے طور پر علماء اہلسنت کی کتب سے بیان کی ہیں ورنہ اہلسنت کی کتب امام مہدی کی آمد، ان کے نظام اقتدار، ان کی شکل وصورت، پہچان، خلافت کی پیش گوئیوں سے بھری پڑی ہیں۔ اوراسی طرح فقہ جعفریہ میں بھی امام مہدی کی آمد اور حالات پر احادیث مبارکہ اور دلائل کے انبار موجود ہیں۔ جیساکہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے

خلاصہ بحث:

بہر حال وہ دور (امام مہدی) بھی ایک ایسا دور ہوگا جس کو اس آیت کی عملی شکل کا مصداق قرار دیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اس دور میں بھی اس آیت میں پائی جانے والی خصوصیات کا عملی نمونہ نظر آتا ہے اور یقیناً اللہ مغلوب مسلمانوں کو اس وقت بھی طاقت اور بادشاہت عطا فرمائے گا جس میں ہر طرف سکون اور اطمینان نظر آئے گا جیساکہ خلفائے اربعہ کے ادوار میں نظر آتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ کیا چودہ سو سال امت اس وعدے کے بغیر چلتی رہی ہے؟ تو ہرگز نہیں۔ تو خلفائے اربعہ کا دور ایک نایاب دور تھا جس کی حقیقت کو جھٹلانا بھی فطرت سلیم کے خلاف ہوگا اور یقیناً اس بات کو قبول کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ امام مہدی کے دور میں بھی مسلمانوں کو ایسا ہی لازوال اقتدار حاصل ہوگا جس کا ذکر آیت میں موجود ہے۔ تو دونوں مکاتب فکر کی آراء اور دلائل کی روشنی میں ایسا کہنا کسی قدر غلط نہ ہوگا کہ خلفائے اربعہ کا دور بھی یقیناً اس آیت کا مظہر نظر آتا ہے اور دوبارہ امام مہدی کا دور بھی اس آیت کا مصداق نظر آئے گا۔

*****

حوالہ جات

i ۔النور: ۵۵: ۲۴

ii۔(i) سیوطی، جلال الدین، علامہ، اسباب نزول القرآن، رقم الحدیث، 646، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

(ii) سیوطی، جلال الدین، علامہ، الدر المنثور، 6/198، مطبوعۃ دار الفکر، بیروت

(iii) الازہری، کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، 3/338، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور

(iv) عاشق الٰہی، مولانا، انوار البیان، 4/110، دار الاشاعت اردو بازار، کراچی

(v) مفتی محمد شفیع، علامہ، معارف القرآن، 6/439، ادارہ معارف القرآن، کراچی

(vi) مکارم شیرازی، ناصر، آیت اللہ، تفسیر نمونہ، 8/289 (مترجم: سید صفدر حسین نجفی) مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور

(vii) بغوی، حسین بن مسعود، امام، معالم التنزیل، 3/353، دار احیاء التراث العربی، بیروت

iii۔ابی حاتم، محمد بن ادریس، امام، تفسیر امام ابن ابی حاتم، رقم الحدیث،14759، مطبوعہ مکتبہ نزاد مصطفی، مکہ مکرمہ
iv۔ایضاً، رقم الحدیث،14761
v۔(i) مفتی محمد شفیع، علامہ، معارف القرآن، 6/40-439
(ii)ابن کثیر، الوالفداء، حافظ، تفسیر ابن کثیر، 3/595، دار الفکر، بیروت
vi۔الازہری، کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، 3/338
vii۔(i) بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الصحیح البخاری، رقم الحدیث، 3595، دار السلام، ریاض
(ii)ترمذی، محمد بن عیسیٰ، امام، سنن ترمذی، رقم الحدیث، 2415، دار السلام، ریاض
(iii)ابن ماجہ، محمد بن یزید، امام، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث، 1843 دار السلام، ریاض
(iv)القشیری، مسلم بن حجاج، امام، الصحیح المسلم، رقم الحدیث، 1014 دار السلام، ریاض
viii۔القرآن: البقرۃ: ۳۰
ix۔القرآن: ص: ۲۶
x۔القرآن: الاعراف: ۱۳۷
xi۔مکارم شیرازی، ناصر، آیت اللہ، تفسیر نمونہ، 8/291
xii۔مفتی محمد شفیع، علامہ، معارف القرآن، 6/441
xiii۔ابی حاتم، محمد بن ادریس، امام، تفسیر ابن ابی حاتم، رقم الحدیث، 14760
xiv۔(i) ترمذی، محمد بن عیسیٰ، امام، سنن ترمذی، رقم الحدیث، 2226
(ii)ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث، 4646 دار السلام، ریاض
(iii) طبرانی، سلیمان بن احمد، امام، المعجم الکبیر، رقم الحدیث، 136
(iv) مفتی محمد شفیع، علامہ، معارف القرآن، 6/440
xv۔آلوسی، سید محمود، علامہ، روح المعانی، 18/301، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، 1417ھ
xvi۔مکارم شیرازی، ناصر، آیت اللہ، تفسیر نمونہ، 8/292
xvii۔مفتی محمد شفیع، علامہ، معارف القرآن، 6/441
xviii۔ (i)ترمذی، محمد بن عیسیٰ، امام، سنن ترمذی، رقم الحدیث، 2231
(ii) مکارم شیرازی، ناصر، آیت اللہ، تفسیر نمونہ، 8/292
xix۔طبرسی، فضل بن حسن، شیخ، مجمع البیان، 7/240، دار الکتب العلمیہ، بیروت
xx۔القرآن: بنی اسرائیل: ۷
xxi۔الطباطبائی، محمد حسین، سید، المیزان فی تفسیر القرآن، 15/168، مطبوعہ دار الکتب اسلامیہ، تہران، 1397ھ
xxii۔طوسی، محمد بن حسین، شیخ، التبیان فی تفسیر القرآن، 7/456، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت
xxiii۔حسین بخش، علامہ، انوار النجف، 10/153، مکتبہ انوار نجف، ضلع بھکر
xxiv۔کاشانی، محسن فیض، علامہ، تفسیر صافی، 3/446، دار المرتضیٰ مشہد، ایران
xxv ۔(i)احمد بن حنبل، امام، المسند، 6/4
(ii) کاشانی، محسن فیض، علامہ، صافی، 3/447
(iii)ایضاً، البحرانی، ہاشم، سید، البرہان، 5/415

xxvi۔ قنوجی، حسن بن علی، نواب، فتح البیان، 4/612، مطبوعہ الکتب العلمیہ، بیروت، 1420ھ

xxvii۔ مکارم شیرازی، ناصر، آیت اللہ، تفسیر نمونہ، 8/292

xxviii۔ عاشق الٰہی، مولانا، انوار البیان، 4/113

xxix۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ، تبیان القرآن، 8/178، فرید بک سٹال، لاہور

xxx۔ مکارم شیرازی، ناصر، آیت اللہ، تفسیر نمونہ، 8/292

xxxi ۔ حاکم، محمد بن عبداللہ، امام، المستدرک، رقم الحدیث، 8670، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت

(i)98 ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث 4283

(ii) ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد، امام، المصنف، رقم الحدیث، 37648